مجلس خدّام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع 1953ء کے موقع پر روح پرور خطاب

از

سیدنا حضرت میرزا بشیر الدین محمود احمد
خلیفۃ المسیح الثانی

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ　نَحۡمَدُہٗ وَ نُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

مجلس خدّام الاحمدیہ کے سالانہ اجتماع 1953ء کے موقع پر روح پرور خطاب

(فرمودہ 24/ اکتوبر 1953ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

"جو خدّام یہاں بیٹھے ہیں وہ خدّام کی اصل تعداد کا ایک تہائی یا ایک چوتھائی ہیں جو مجھے بتائی گئی ہے۔ خدّام الاحمدیہ کا یہ اجتماع تربیتی اور تعلیمی ہوتا ہے۔ کھیلیں وغیرہ تو ایک زائد چیز ہیں مگر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ منتظمین نے کھیلوں کو اصل چیز سمجھ لیا ہے اور وعظ و نصیحت اور تربیت کو ایک ضمنی اور غیر ضروری چیز فرض کر لیا ہے۔ اس لئے انہوں نے یہ کوشش نہیں کی کہ جبکہ میں خدّام الاحمدیہ کو خطاب کرنا چاہتا تھا تو وہ انہیں پورے طور پر یہاں حاضر کرتے اور انہیں میری باتیں سُننے کا موقع دیتے۔ چونکہ ایسے موقع پر باہر سے آئے ہوئے لوگ بھی شامل ہوتے ہیں اس لئے اگر انہیں نکال دیا جائے تو مَیں سمجھتا ہوں کہ اس مجلس میں چار سَو یا ساڑھے چار سَو سے زیادہ خدّام نہیں۔ پرسوں خدّام الاحمدیہ کی جو تعداد مجھے بتائی گئی تھی وہ ساڑھے دس سَو یا گیارہ سَو تھی جو آج لازماً بارہ تیرہ سَو ہونی چاہئے تھی"۔

حضور نے دفتر والوں سے دریافت فرمایا کہ:-

" اس سال کتنے خدّام اجتماع میں شامل ہوئے ہیں اور پچھلے سال اجتماع میں

شامل ہونے والے خدّام کی کیا تعداد تھی؟"

اس پر دفتر کی طرف سے جو اعداد و شمار پیش کئے گئے وہ یہ تھے:

سالِ گزشتہ 876 موجودہ سال 1062

حضور نے فرمایا:-

"اِس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس سال پونے دو سَو خدّام زیادہ آئے ہیں لیکن جہاں تک میرا تاثر ہے دفتر مرکزیہ اعداد و شمار کو کوئی خاص اہمیت نہیں دیتا۔ حالانکہ اس سے کئی نتائج نکالے جاسکتے ہیں۔ ہر دفعہ سوال کرنے پر ہانپتے کانپتے اور لرزتے ہوئے اعدادو شمار پیش کئے جاتے ہیں۔ اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اعداد و شمار کے کام کو اتنی اہمیت نہیں دی جاتی جتنی کبڈی اور فٹ بال کے میچوں کو دی جاتی ہے ورنہ تمام اعداد و شمار ہر وقت اپنے پاس رکھے جاتے اور منتظمین سوال کرنے پر دلیری سے جواب دیتے۔ اور پھر صرف ایک سال کے ہی نہیں دفتر کے پاس ہر سال کا ریکارڈ ہونا چاہئے یعنی انہیں سوال کرنے پر فوری طور پر بتانا چاہئے کہ 1952ء میں کتنے خدّام آئے، 1951ء میں کتنے آئے، 1950ء میں کتنے آئے، 1949ء میں کتنے آئے، 1948ء میں کتنے آئے۔ اعدادو شمار ہی کسی قوم کا اصل ٹمپریچر ہیں۔ آجکل بیماریوں کی تشخیص ٹمپریچر دیکھ کر کی جاتی ہے۔ جب ٹمپریچر معلوم ہو جائے تو انسان کو یہ تسلی ہو جاتی ہے کہ مرض کی یہ شکل ہے۔ ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ مریض کو ٹائیفائڈ ہے یا ملیریا ہے۔ پھر ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ مرض خراب ہو رہا ہے یا مریض شفا کی طرف جا رہا ہے۔ پھر ٹمپریچر ہی بتاتا ہے کہ سوزش یا خرابی زہریلی طرف جا رہی ہے یا شفاء کی طرف جا رہی ہے۔ غرض اعداد و شمار نہایت ہی اہم چیز ہیں جس کی طرف مجلس خدّام الاحمدیہ نے کبھی توجّہ نہیں کی اور مجھے ہر سال ہی اسے تنبیہ کرنی پڑتی ہے۔ حالانکہ ان کے پاس ہر سال کا نہیں ایک ایک دن کا بلکہ ہر صبح وشام کے اعداد و شمار کا ریکارڈ ہونا چاہئے کیونکہ اعداد و شمار ہی تفصیلی ٹمپریچر ہیں کسی قوم یا جماعت کی صحت تندرستی کا۔ اس کے بغیر کسی قوم کی مرض یا صحت کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

مَیں نے خدّام الاحمدیہ کو پہلے بھی کئی بار اس طرف توجہ دلائی ہے اور اب پھر توجّہ دلاتا ہوں کہ اِس اجتماع کا مقصد خالی کھیل کُود نہیں بلکہ اس کی غرض نوجوانوں کے اندر وہ قربانی اور اخلاص پیدا کرنا ہے جس کے ساتھ وہ اپنے فرض کو صحیح طور پر ادا کر سکیں۔ مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ خدّام الاحمدیہ نے ابھی تک اپنے فرض کو صحیح طور پر ادا نہیں کیا بلکہ مَیں نے دیکھا ہے کہ بعض جگہوں پر نوجوانوں کی اس الگ تنظیم کی وجہ سے ان میں اعتراض کرنے کی عادت پیدا ہو گئی ہے۔ آج ہی ایک خادم مجھے ملنے آئے تو وہ کہنے لگے ہماری جماعت میں یہ یہ خرابی ہے۔ وہ ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں جس نے ایک وقت میں سلسلہ کی اعلیٰ خدمت کی ہے لیکن سوال یہ ہے کہ اگر ان کی روایات اعلیٰ تھیں تو اُنہوں نے اپنے آپ کو کیوں اس رنگ میں منظم نہ کیا کہ جماعت انہیں آگے لے آتی اور جب لوگ امیر بناتے تو انہی میں سے کسی کو بناتے۔ اگر جماعت کے لوگوں نے ان میں سے کسی کو امیر نہیں بنایا تو اس کے یہی معنے ہیں کہ اب ان کے سلسلہ کے ساتھ پہلے کی طرح اچھے تعلقات نہیں ورنہ جماعت کے لوگوں کو ان سے کوئی دُشمنی تھی کہ وہ انہیں نظر انداز کر دیں؟ اگر مقامی جماعت نے انہیں آگے نہیں آنے دیا تو ان میں کوئی خرابی ضرور تھی۔ خالی شکایات کرنے سے کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ کام کرنے والوں کو ہٹا دیا جائے اور نکمّوں کو آگے لایا جائے اور جماعت کو آوارہ چھوڑ دیا جائے۔ یہ بات قطعی طور پر غلط ہے۔

ابھی تھوڑے ہی دن ہوئے ایک غیر مُلک سے مجھے شکایت آئی کہ جماعت فلاں شخص سے کام لے رہی ہے حالانکہ وہ منافق ہے۔ مَیں نے اُسے جواب میں یہی لکھا کہ آپ کے نزدیک جماعت کا کچھ حصّہ تو منافق ہے اور کچھ حصّہ جماعت میں شامل تو ہے لیکن کام سے غافل ہے اور جماعت کی کوئی خدمت نہیں کرنا چاہتا۔ آپ کے نزدیک جو لوگ غافل ہیں اور جماعت کی کوئی خدمت نہیں کرنا چاہتے وہ تو مومن ہیں اور جو خدمت کر رہے ہیں وہ منافق ہیں۔ اب ظاہر ہے کہ سلسلہ ان لوگوں سے کوئی کام نہیں لے سکتا جو کام نہیں کرتے۔ اس لئے اب سوائے اس کے اَور کیا چارہ ہے کہ وہ ان لوگوں سے

کام لے جو کام کرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ تو سلسلہ سے بے غرض ہوئے وہ آپ سے کام کیسے لے۔ اگر کسی نے کام کرنا ہے تو اُسے اُنگلی ہلانی پڑے گی بغیر اُنگلی ہلانے کے کوئی کام نہیں ہو سکتا۔ بہر حال ہم اُس سے کام کرنے کے لئے کہیں گے جو کام کرے۔

اللہ تعالیٰ کراچی کی جماعت کو ہر نظرِ بد سے بچائے۔ اُنہوں نے فسادات کے ایّام میں نہایت اعلیٰ درجہ کا نمونہ دکھایا، ایسی قابلیت کا مظاہرہ کیا کہ وہ نائب مرکز بن گئے۔ یہی وجہ تھی کہ مَیں نے اعلان کیا کہ کراچی میں بھی ایک صدر انجمن احمدیہ ہو گی تا اگر جماعت کا کام کسی وقت معطّل ہو جائے تو وہ کام سنبھال سکے کیونکہ مجھے اُمید تھی کہ جب اُنہوں نے بغیر ذمّہ داری کے اتنا کام کیا ہے تو اگر ان پر ذمّہ داری ڈال دی جائے گی تو وہ کام کو وقت پر سنبھال سکے گی۔ پنجاب کی جماعتوں کو میرا یہ فعل بُرا لگا اور اُنہوں نے احتجاج کیا کہ کراچی میں بھی صدر انجمن بن گئی ہے۔ اب تو دو عملی پیدا ہو جائے گی۔ مَیں نے انہیں یہی جواب دیا کہ یہ تو حسد ہے۔ جو لوگ کام کریں گے بہر حال وہی آگے لائے جائیں گے اور جو لوگ کام نہیں کریں گے وہ بہر حال گریں گے۔ اگر کسی خاندان نے کسی وقت کام کیا ہے تو ہمیں اس سے انکار نہیں لیکن اگر اب وہ کام نہیں کرتے تو سلسلہ انہیں کیوں آگے لائے؟ سلسلہ تو انہیں لوگوں کو آگے لائے گا جو ایثار اور قُربانی کا اعلیٰ نمونہ دکھائیں گے دوسری جماعتوں اور خاندانوں کو اپنا وقار رکھنا مقصود ہے تو وہ کام کریں اور پھر کام بھی دیانت اور تقویٰ سے کریں لیکن اگر وہ یہ چاہتے ہیں کہ چونکہ ان کے باپ دادوں نے کام کیا تھا اس لئے انہیں عزت ملنی چاہئے تو یہ غلط ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ جماعت نے اگر زندہ رہنا ہے تو وہ ایسے وجودوں کو الگ پھینک دے گی۔ یہ بے حیائی کی علامت ہے کہ جو کام نہ کرے اُسے لیڈر بنا لیا جائے۔ اگر کسی خاندان نے کسی وقت خدمت کی ہے اور اب ان کی اولاد کام کرنا نہیں چاہتی تو ان خاندانوں کو آگے آنے کا کوئی حق نہیں کیونکہ ان کی اولاد اب کام کرنا نہیں چاہتی بلکہ وہ یہ چاہتی ہے کہ انہیں محض اس لئے عزت دی جائے کہ ان کے باپ دادوں نے کسی وقت کام کیا تھا۔ اب جو کام کریں گے بہر حال وہی آگے آئیں گے اور جو کام نہیں کریں گے وہ آگے نہیں آئیں گے۔

مَیں نے شروع میں بتایا تھا کہ مجلس خدّام الاحمدیہ کو قائم کرنے کی غرض ہی یہی تھی کہ نوجوان دین میں ترقی کریں اور اس قابل ہو جائیں کہ انہیں عزت دی جائے مگر گزشتہ حالات سے خدّام الاحمدیہ نے کوئی زیادہ فائدہ نہیں اُٹھایا۔ تمہاری غلطیوں کی وجہ سے یا ہماری غلطیوں کی وجہ سے، بعض ایسی دیواریں قائم ہو گئی ہیں کہ اب سوائے خدا تعالیٰ کے کوئی انہیں توڑ نہیں سکتا۔ تم اگر یہ سمجھتے ہو کہ ہم تدبیر سے انہیں توڑ لیں گے تو یہ غلط ہے۔ خدا تعالیٰ ہی انہیں توڑے تو توڑے اور اس کی یہی صورت ہے کہ تم دُعائیں کرو، تہجد پڑھو اور ذکر الٰہی کرو۔ یہی ذرائع ہیں جن سے یہ دیواریں ٹوٹ سکتی ہیں اور کامیابی ہو سکتی ہے لیکن افسوس ہے کہ میرے پاس ایسی رپورٹیں آرہی ہیں کہ نوجوانوں میں نماز اور دُعا کی اتنی عادت نہیں رہی جتنی پُرانے لوگوں میں تھی اور یہ نہایت خطرناک بات ہے۔ تمہارے لئے تو پُرانے لوگوں سے زیادہ فتنے ہیں اس لئے پہلوں کے مقابلہ میں تمہارے سامنے بہت زیادہ مشکلات ہیں اور ان کو دور کرنا اور ان کا مقابلہ کرنا تمہارے بس اور قابو میں نہیں۔ اس کا مقابلہ تو وہی کرے گا جو خدا تعالیٰ تک پہنچ سکے اور جب خدا تعالیٰ کسی بات میں دخل دیتا ہے تو وہ آپ ہی آپ حل ہو جاتی ہے۔ پس اگر تم نے موجودہ مُشکلات کا مقابلہ کرنا ہے تو تمہیں اپنے اندر اصلاح پیدا کرنی چاہئے۔

مَیں نے پہلے بھی جماعت کو توجّہ دلائی ہے اور اب پھر توجّہ دلاتا ہوں کہ تمہاری غرض نعرے اور کبڈیاں نہیں۔ نعرے اور کبڈیاں بالکل بیکار ہیں۔ یہ نعرے اور کبڈیاں تو محض ایسے ہی ہیں جیسے کوئی شخص کپڑے پہنے تو ان پر فیتے سے اپنا نام بھی لکھوالے۔ یہ بیکار چیزیں ہیں۔ تم نمازوں اور دعاؤں میں ترقی کرو اور نہ صرف خود ترقی کرو بلکہ ہر شخص اپنے ہمسایہ کو دیکھے اور اس کی نگرانی کرے تا کہ ساری جماعت اس کام میں لگ جائے۔ تم حسد کی عادت پیدا نہ کرو بلکہ آپس میں تعاون کی روح پیدا کرو۔ خدّام الاحمدیہ کی تنظیم تمہارے لئے ٹریننگ کے طور پر ہے تا کہ جب تمہیں خدمت کا موقع ملے تو تم میں اتنی قابلیت ہو کہ تم امیر بن جاؤ یا سیکرٹری بن جاؤ۔ اس لئے تمہیں جماعت کے عہدیداروں سے

بجائے ٹکراؤ کے تعاون سے کام لینا چاہئے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بعض جگہ خدّام الاحمدیہ کی تنظیم اور جماعت کی دوسری تنظیموں میں ٹکراؤ پیدا ہو گیا۔ پھر جو لوگ یہ شکایت کرتے ہیں کہ ان کا امیر اچھا نہیں خود ان کے متعلق رپورٹیں آتی رہتی ہیں کہ ان کی دینی حالت گر رہی ہے۔

پس تم اپنی ذکر الٰہی کی عادت اور اخلاص اور نمازوں کو درست کرو۔ جب یہ چیزیں درست ہو جائیں گی تو خود بخود لوگ تمہیں آگے لے آئیں گے اور یہ شکوے سب ختم ہو جائیں گے۔ تم اپنے اندر نماز کی پابندی کی عادت پیدا کرو اور جھوٹ سے بکلّی پرہیز کرو۔ جھوٹ ایسی چیز ہے کہ اگر انسان اس کو چھوڑ دے تو اس کی دھاک بیٹھ جاتی ہے۔ جھوٹ کو انسان سب سے زیادہ چھپاتا ہے لیکن سب سے زیادہ وہی ظاہر ہوتا ہے۔ جھوٹ ایک ایسی بدی ہے کہ عام لوگ اس کو جلدی سمجھ لیتے ہیں اور اگر انہیں دوسرے کو جھوٹا کہنے کی جرأت نہ ہو تو وہ کم از کم اپنے دلوں میں یہ بات ضرور لے جاتے ہیں کہ فلاں شخص جھوٹا ہے۔ اور سچ ایک ایسی نیکی ہے کہ مُنہ پر کوئی شخص سچّے انسان کو سچّا کہے نہ کہے وہ اپنے دل پر یہ اثر لے کر جاتا ہے کہ فلاں شخص سچّا اور راست باز ہے۔ اگر خدّام الاحمدیہ یہ کام کر لیں کہ ان کے اندر سچائی کا جذبہ پیدا ہو جائے تو ان کی اخلاقی برتری ثابت ہو جائے گی اور کسی شخص کو ان پر حملہ کرنے کی جرأت نہیں ہو گی۔ ہر شخص یہی سمجھے گا کہ انہیں ذلیل کرنا سچّے کو ذلیل کرنا ہے اور کوئی قوم یہ برداشت نہیں کر سکتی کہ سچ کو ذلیل کیا جائے۔

پھر محنت کی عادت ہے۔ دُنیا میں تمام ترقیات محنت سے ملتی ہیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ احمدیوں کو رعایتاً عُہدے مِل جاتے ہیں۔ اگر تم کام میں سُست ہو گے تو سُننے والوں کو اس بات کا یقین ہو جائے گا اور وہ سمجھیں گے کہ انہیں عُہدے محض رعایت کی وجہ سے ملتے ہیں ورنہ ان میں کام کرنے کی قابلیت موجود نہیں لیکن اگر وہ دیکھیں کہ احمدی جان مار کر کام کرتے ہیں اور حکومت اور مُلک کو اتنا فائدہ پہنچاتے ہیں جتنا فائدہ دوسرے لوگ نہیں پہنچاتے تو ہر ایک شخص کو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ کہنا کہ احمدیوں کو

عُہدے رعایتاً دے دیئے جاتے ہیں غلط ہے۔ ہم اس اعتراض کا یہی جواب دیتے ہیں کہ تم وہ آدمی لاؤ جس کو بطور رعایت کوئی عُہدہ ملا ہو۔

فرض کرو کوئی احمدی دیانت سے کام کر رہا ہے وہ مُلک اور قوم کی خیر خواہی کر رہا ہے اور اس کا طریقِ عمل اور اس کی مِسل اور اس کے کاغذات اس بات کی شہادت پیش کرتے ہیں کہ وہ اپنے ہم جلیسوں، ہم عمروں اور ہم عہدوں میں سب سے بہتر کام کرنے والا ہے اور مخالف اس کا نام لے کر کہے کہ فلاں کو عُہدہ بطور رعایت مِلا ہے تو اس کا ریکارڈ اس اعتراض کو دُور کر دے گا لیکن اگر تمہارے کام کا ریکارڈ اچھا نہیں اور معترض تمہارا نام لے تو ہمارے لئے اس اعتراض کا جواب دینا مُشکل ہو جائے گا۔

پس تم اپنے اندر محنت اور دیانتداری پیدا کرو تا کہ تم پر کوئی اعتراض ہی نہ کر سکے کہ تمہیں رعایتی ترقی دی گئی ہے بلکہ مَیں تو یہاں تک کہوں گا کہ اگر تم میں سے کسی کو یہ نظر آتا ہو کہ اسے رعایت سے ترقی دی گئی ہے تو وہ اُس عُہدہ سے استعفیٰ دے دے کیونکہ اس سے زیادہ شرمناک بات اور کوئی نہیں ہو سکتی کہ انسان کسی اور شخص کی سفارش سے ترقی حاصل کرے۔ شیخ سعدیؒ نے کہا ہے ؎

حقّا کہ با عقوبت دوزخ برابر است
رفتن بپائے مرئی ہمسایہ در بہشت

خدا کی قسم ایسی جنت دوزخ کے برابر ہے جس میں انسان کسی ہمسایہ کی سفارش سے داخل ہؤا ہو۔ اگر کسی شخص میں اس کام کی اہلیت نہیں پائی جاتی جو اس کے سپرد کیا گیا ہے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ اس عُہدہ کے لئے اس کی سفارش رعایتی طور پر کی گئی ہے اور اس کا فرض ہے کہ اگر اس کے اندر غیرت پائی جاتی ہو تو وہ استعفیٰ دے کر الگ ہو جائے۔ پس تم اپنی عقل، محنت اور قربانی سے یہ بات ثابت کر دو کہ تم اپنے اقران، ہم جلیسوں اور ہم عمروں سے بہتر ہو۔ اگر تم اس مقام کو حاصل کر لو تو لازمی طور پر تم اس الزام سے بچ جاؤ گے کہ تمہیں کسی رعایت کی وجہ سے ترقی دی گئی ہے۔

مَیں کراچی گیا تو مجھے بتایا گیا کہ ایک احمدی کے متعلق لکھا گیا کہ اسے ملازمت سے

برطرف کر دیا جائے کیونکہ وہ نااہل ثابت ہؤا ہے لیکن حکومت نے بعض انصاف کے قواعد بھی بنائے ہوئے ہیں تا کہ لوگ ایک دوسرے پر ظلم نہ کریں۔ ان میں سے ایک قانون یہ بھی ہے کہ جب کوئی افسر اپنے ماتحت کے متعلق اس قسم کے ریمارک کرے تو اس کارکن کو اس محکمہ سے تبدیل کر کے کسی دوسری جگہ مقرر کیا جائے اور اگر وہاں بھی اس کا افسر اسی قسم کے ریمارک کرے تو اسے نکال دیا جائے۔ چنانچہ اس احمدی کے متعلق جب افسر نے یہ سفارش کی کہ اسے نکال دیا جائے یہ نااہل ہے تو حکومت نے اُسے ایک اَور محکمہ میں بھیج دیا۔ یہ ایک مرکزی ادارہ تھا۔ 6 ماہ یا سال کے بعد جب یہ فیصلہ کیا جاتا ہے کہ اس کے متعلق کیا کیا جائے تو اتفاقی طور پر اس کی تبدیلی کے احکام بھی جاری ہو گئے اور اس پر ادارے نے لکھا کہ اس کے بغیر ہمارا کام نہیں چل سکتا اسے تبدیل نہ کیا جائے۔ اعلیٰ افسروں نے لکھا کہ عجیب بات ہے کہ اس کا ایک افسر تو کہتا ہے کہ یہ نااہل ہے اسے ملازمت سے برطرف کر دیا جائے اور دوسرا افسر کہہ رہا ہے کہ اسی نے آ کر ہمارا کام سنبھالا ہے۔ بہرحال چونکہ ہم نے فیصلہ کرنا ہے کہ یہ شخص اہل ہے یا نااہل اس لئے اس کی تبدیلی کے احکام رُک نہیں سکتے۔ چنانچہ اسے وہاں سے تبدیل کر دیا گیا اور کچھ عرصہ کے بعد اس تیسرے افسر سے اس کے متعلق رپورٹ طلب کی گئی۔ اس نے لکھا کہ میں نے اپنی پاکستان کی پانچ سالہ سروس میں اس قابلیت اور ذہانت کا آدمی نہیں دیکھا چنانچہ اعلیٰ افسروں نے پہلے افسر کے ریمارک بدلے اور کہا کہ یہ شخص ترقی دیئے جانے کے قابل ہے۔ غرض یہ بالکل غلط ہے کہ احمدیوں کو رعایتی طور پر عُہدے دیئے جاتے ہیں لیکن اگر تمہیں کسی نے اہل سمجھ کر بھرتی کر لیا ہے اور وہ بھرتی کرنے والا احمدی ہے یا غیر احمدی اور اس پر الزام لگ رہا ہو کہ اس نے تمہاری ناجائز حمایت کی ہے تو کیا تم میں اتنی غیرت بھی نہیں کہ اُس نے تم پر جو احسان کیا ہے تم اس کا بدلہ اُتار دو اور اس کی عزت کو بچاؤ۔ اس کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ تم مُلک اور قوم کی اتنی خدمت کرو، اتنی قُربانی اور ایثار کرو کہ ہر ایک شخص یہی کہے کہ تم سے کوئی رعایت نہیں کی گئی بلکہ سفارش کرنے والے نے تمہاری سفارش کر کے اپنی دانائی کا ثبوت دیا ہے۔ کیونکہ اُس

نے اس شخص کو چُنا ہے جس کے سِوا اور کوئی مستحق ہی نہیں تھا۔

پھر مَیں کہوں گا کہ اگر تم خدمتِ خلق کرتے ہو تو تمہیں اس کے مفید طریق اختیار کرنے چاہئیں۔ مَیں نے کراچی کی رپورٹ سُنی ہے وہ نہایت معقول رپورٹ تھی۔ میرے نزدیک وہ رپورٹ تمام مجالس تک پہنچانی چاہیئے تا کہ وہ اس سے سبق حاصل کریں۔ یہاں رپورٹوں میں عام طور پر یہ درج ہوتا ہے کہ اتنے لوگوں کو رستہ بتایا گیا۔ حالانکہ یہ نہایت ادنیٰ اور معمولی نیکی ہے اور ایسی ہی بات ہے جیسے کہتے ہیں کسی نے اپنی ماں کو پنکھا جھلنے پر ایک ریچھ کو مقرر کیا۔ اس کی ماں بیمار تھی۔ مریضہ پر ایک مکھی بیٹھ گئی۔ ریچھ نے ایک پتھر اُٹھا کر اس مکھی پر دے مارا جس سے وہ مکھی تو شاید نہ مَری لیکن اس کی ماں مَر گئی۔ یہ کوئی خدمت نہیں جسے بڑے فخر کے ساتھ خدمتِ خلق کا کام قرار دیا جاتا ہے۔ تم وہ کام کرو جو ٹھوس اور نتیجہ خیز ہو۔ اور اس کے لئے خدّام الاحمدیہ کراچی کی رپورٹ بہترین رپورٹ ہے جو تمام مجالس میں پھیلانی چاہیئے تا انہیں معلوم ہو کہ انہوں نے کس طرح خدمت خلق کا فریضہ سرانجام دیا۔ مَیں تمہیں اس کا چھوٹا سا طریق بتاتا ہوں۔ اگر تم میں جوش پایا جاتا ہے کہ تم مُلک اور قوم کے مفید وجود بنو تو تم اس پر عمل کرو۔ اس وقت جو خدّام حاضر ہیں ان میں سے جو لوگ تجارت کا کام کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں"۔

حضور کے اس ارشاد پر 40 خدّام کھڑے ہوئے۔ فرمایا:۔

"جو خدام صنعت و حرفت کا کام کرتے ہیں وہ کھڑے ہو جائیں"۔

حضور کے اس ارشاد پر 49 خدام کھڑے ہوئے۔ اس کے بعد حضور نے فرمایا:۔

"وہ ذریعہ جو مَیں تمہیں بتانا چاہتا ہوں یہ ہے کہ تم ارادہ اور عزم کر لو کہ تم میں سے ہر ایک نے اس سال کسی ایک شخص کو تجارت پر لگانا ہے۔ چاہے وہ تمہارے رشتہ داروں میں سے ہو یا کوئی غیر ہو۔ اِسی طرح ہر صنّاع یہ عہد کرے کہ اس نے اس سال کسی نہ کسی شخص کو اپنا کام سکھانا ہے۔ ایک سال میں وہ شخص ماہر کاریگر تو نہیں بن سکتا لیکن اگر وہ

کام میں لگ جائے گا تو اگلے سال مہارت حاصل کر لے گا۔ لوہار کسی ایک شخص کو لوہارے کا کام سکھا دے، معمار کسی ایک شخص کو معماری کا کام سکھا دے، ترکھان کسی شخص کو ترکھانے کا کام سکھادے، موچی کسی ایک شخص کو موچی کا کام سکھا دے۔ اسی طرح دوسرے لوگ اپنے اپنے فن ایک ایک شخص کو سکھادیں۔ مرکزی ادارہ کو چاہئے کہ وہ ان خدّام کے نام لکھ لے۔ اگلے سال ان سے پوچھا جائے گا کہ انہوں نے اس ہدایت پر کس حد تک عمل کیا ہے۔ اگر تم اس کام کو شروع کر دو تو دو چار سال میں تم دیکھو گے کہ اس طریق پر عمل کر کے تم مذہب، مُلک اور قوم کے لئے نہایت مفید ثابت ہو سکو گے۔ مگر یاد رکھو تم یہ سوچنے میں نہ لگ جانا کہ جس کو کام پر لگایا جائے وہ تمہارا رشتہ دار ہی ہو۔ چاہے وہ غیر ہی ہو تم نے بہر حال اسے کام سکھانا ہے۔ دوسرے یہ بھی یاد رکھو کہ بعد میں کسی صِلہ کی اُمید نہ رکھنا۔ احسان کرنے کے بعد اس کے صِلہ کی اُمید رکھنا قرآن کریم کی تعلیم کے خلاف ہے۔ قرآن کریم کہتا ہے کہ تم احسان کر کے بدلہ کی اُمید نہ رکھو۔ تمہارا ایسی اُمید کرنا تمہارے اس کام کو باطل کر دے گا۔ تم یہ نیت کر کے کام سکھاؤ کہ تم اس کے بدلہ کی کسی انسان سے خواہش نہیں رکھتے"۔

(الفضل 18 اکتوبر 1961ء)